اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۰) مطبوعہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے عہ

قیمت بیرونجات معہ محصولڈاک ۱ر ع

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک شخص کے نام فی کاپی ع ۲ر

ایک شخص کے نام سات کاپی کے درصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی +

ایڈیٹوریل

صلیب کا کلام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک بیوقوفی ہے - پر ہم نجات پانے والوں کے لئے خدا کی قدرت ہے۔

۱ - قرنتیوں ۱ - ۸

اس میں شک نہیں کہ دُنیوی لوگوں کے نزدیک صلیب کا کلام بیوقوفی ہے - اور انہوں نے اس کی تردید و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بعض لوگوں نے مسیح کی مصلوبی کو سوء ادب خیال کر کے اُس کا انکار کیا - اور مسیح کو ایک افضل و اعلیٰ شخص سمجھ کر اُس کا ایسی حقارت آمیز صلیبی موت کے ساتھ مرنا تعظیماً محال و غیر ممکن جانا - اور بعض نے اس کو ٹھٹھوں میں اُڑایا - اور خیال کیا - کہ یہہ ایک بیہودہ بات ہے - کہ بنی آدم گناہ کریں - اور ایک بے گناہ شخص اُن کے بدلے میں مصلوب ہو۔ یہی اعتراض ہے - جس کو نہ صرف جہلا نے بلکہ اکثر علماء اسلام نے بار بار پیش کیا - اور تعلیم کفارہ - اور مسیح کی صلیبی کفارہ آمیز موت کو - جو قطع نظر ایک الہامی حقیقت ہونے کے ایک تواریخی ماجرا ہے - جھٹلانے اور رد کرنے کی کوشش کی ہے - اور یوں وہ نہ صرف انبیائے صادق بنی اسرائیل کی پیشین گوئیوں کو - جو انہوں نے مسیح کی صلیبی موت کی نسبت کیں - جھٹلاتے - بلکہ خود مسیح کے کلام صدقت التیام کی برخلافی کرتے ہیں - کیونکہ اُس نے بارہا اپنے مرنے سے پیشتر صاف طور پر اپنے شاگردوں کو خبر دی تھی - اور فرمایا تھا کہ۔ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں - اور ابن آدم سرداروں کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائے گا - اور وے اُس پر قتل کا حکم دیں گے - اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کریں گے - کہ ٹھٹھوں میں اُڑاویں - اور کوڑے ماریں - اور صلیب پر کھینچیں - پر وہ تیسرے دن جی اُٹھے گا۔ متی ۲۰ - ۱۸ و ۱۹۔ مرقس ۱۰ - ۳۲ لوقا ۱۸ - ۳۱ یوحنا ۱۲ - ۳۱ و ۳۲۔ اگرچہ مسیح کے مرنے اور پھر جی اُٹھنے کا کسی قدر مجملاً ذکر بعض آیات قرآنی میں بھی پایا جاتا ہے - مگر انجیلی صاف و صریح بیانات کے موجود ہوتے ہوئے قرآنی شہادت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بیشک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بخلاف جملہ علمائے اسلام کے - قرآن کے الفاظ مثل "متوفیک" - "توفیت" - "اموت" وغیرہ کی سند پر مسیح کی وفات کو تسلیم کر لیا ہے - اور یہہ درست بھی ہے - مگر اُس کے پھر جی اُٹھنے کا اقرار نہیں کیا - اور ان قرآنی الفاظ مثل رافعک - ابعث حیا وغیرہ کو جو اُس کے پھر جی اُٹھنے پر صاف دلالت کرتے ہیں بالکل نظر انداز کر دیا کیونکہ اُن کو اپنے مطلب کے خلاف سمجھا - اور یہہ نہایت افسوس کی بات ہے - کہ ایک شخص کسی ایک الہامی صداقت کو جو اُس کے حسب مطلب و منشا ہو قبول کرے - اور دوسری صداقت

کو جس کے لئے ویسی ہی شہادت موجود ہو۔ اپنے خلاف مطلب سمجھ کر رد کر دے۔ چنانچہ قادیانی مسیح کاذب فرماتے ہیں کہ:۔

بعد از وفات حضرت عیسیٰ ست اتہام
بروے کہ او بخلق شود نازل از سما
یا آنکہ شد بہ کالبد خاک بر فلک
یا آنکہ اوست زندہ حساب و بید دائما
این قصہ ایست آنکہ دریں نیست بیخ و بن
افسانہ ایست آنکہ ندارد سر و نہ پا

اس خاکی گندہ بندہ کی اس شاعری کے مقابلہ میں آسمانی فرشتوں کا قول کیسا صاف اور واضح ہے۔ جنہوں نے موقع پر موجود گواہوں کے سامنے انہیں مخاطب کر کے کہا:۔ "اے گلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح جس طرح تم نے اُسے آسمان کو جاتے دیکھا۔ پھر آوے گا":۔ اعمال ۱-۱۱۔ لیکن سچ یہہ ہے۔ کہ "صلیب کا کلام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ پر ہم نجات پانے والوں کے لئے خدا کی قدرت ہے" +

خداوند کی روح مجھ پر ہے۔ اُس نے اس لئے مجھے مسح کیا۔ کہ غریبوں کو خوشخبری دوں۔ مجھ کو بھیجا۔ کہ ٹوٹے دلوں کو درست کروں۔ قیدیوں کو چھوٹنے۔ اور اندھوں کو دیکھنے کی خبر سناؤں۔ اور جو بیڑیوں سے گھایل ہیں اُنہیں چھڑاؤں:۔ لوقا ۴-۱۸ +

مسیحیت کی منجملہ دیگر خوبیوں کے ایک بڑی خوبی یہہ ہے۔ کہ وہ شروع ہی سے گرے ہوؤں کو اُٹھانے۔ پستوں کو بلند کرنے۔ اور ادناؤں کو اعلیٰ بنانے کی طرف زیادہ تر مائل و متوجہ ہوئی ہے:۔ اُس کے الٰہی بانی کا یہہ قول۔ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ "بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں۔ بلکہ بیماروں کو" ابتدا ہی سے مسیحی کلیسیا میں واجب التعمیل ہے۔ اور یہہ نسبت دیگر مذاہب مروجہ دنیا کے مسیحیت کو اس امر میں فخر و فوقیت حاصل ہے:۔ خود مسیح خداوند نے اپنی مسیحائی خدمت کے شروع میں آسمانی بادشاہت کو دنیا میں پھیلانے اور اس کار عظیم کو انجام دینے کے لئے غریب و بے علم گلیلیوں کو منتخب کیا۔ جن کو اُن کے ہمعصروں نے بڑی حیرت و حیرانی کے ساتھ "جہان کو اُلٹ پلٹ کر دینے والا خطاب" دیا:۔ ابتدائی کلیسیا میں کثرت وہی لوگ شامل تھے۔ جو دُنیا والوں کے نزدیک ذی رتبہ و دولت نہ تھے۔ چنانچہ پولوس رسول قرنتیوں کے پہلے خط کے دوسرے باب میں لکھتا ہے کہ:۔ "اے بھائیو تم اپنی بلاہٹ پر نگاہ کرو۔ کہ اُس میں دُنیا کے بہت سے حکیم۔ اور بہت مقدور والے۔ اور بہت اشراف شامل نہیں۔ مگر خدا نے دنیا کے بیوقوفوں کو چن لیا۔ تاکہ حکیموں کو شرمندہ کرے۔ اور دنیا کے کمزوروں کو خدا نے چن لیا۔ تاکہ زورآوروں کو شرمندہ کرے۔ دنیا کے کمینوں اور حقیروں کو۔ اور اُن کو جو شمار میں نہیں آتے خدا نے چن لیا۔ تاکہ اُنہیں جو شمار میں ہیں ناچیز کر ڈالے۔ کہ کوئی بشر اُس کے آگے گھمنڈ نہ کر سکے"۔ لیکن اس سے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مسیحیت نعوذ باللہ اہل دولت و مرتبت کو محتاج نجات نہیں سمجھتی یا کہ اُنہیں حقیر۔ اور آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے ناقابل سمجھ کر لائق توجہ نہیں جانتی۔ بلکہ اُس کا دروازہ علی العموم امرا و غربا کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اور ایک کانسٹنٹین اعظم۔ اور بھکھاری لعاذر دونوں کے لئے یکساں "ولکم" (خوش آمدید) کہنے۔ اور قبول کرنے کے لئے تیار ہے:۔ پھر ہم نہیں جانتے۔ کہ ولایت میں کیوں اس بات پر افسوس کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی متمول اقوام میں سے مسیحی نہیں ہوتے۔ چنانچہ اخبار عام لکھتا ہے کہ:۔

"ولایت میں اس بات پر افسوس ظاہر ہوا ہے۔ کہ ہندوستان میں باوجود عظیم کوشش اور صرف کے لوگ کثرت سے عیسائی نہیں ہوتے۔ ابتک عیسائی کرنیکی کوشش نیچ ذاتوں پر محدود کی گئی ہے۔ اب یہہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ ہندوستان کی متمول اقوام میں عیسائیت کا شوق پھیلایا جاوے۔ اور اگر امرا اس مہذب مذہب کو قبول کریں گے تو اُن کی دیکھا دیکھی بہت لوگ عیسائی ہوں گے۔ اور مطلب بہتر طریق پر حاصل ہوگا" +

پھر اگر اہل ولایت کا یہہ خیال ہے۔ کہ ابتک عیسائی کرنے کی کوشش صرف نیچ ذاتوں پر محدود کی گئی ہے۔ تو یہہ ایک غلط فہمی ہے۔ کیونکہ مسیحی مشنری اعلیٰ و ادنیٰ ہر ایک ذات کی نجات کے لئے یکساں فکرمند ہیں۔ اور علی العموم سبھوں کے لئے کوشش کرتے ہیں کہ وہ مسیح پر ایمان لا کر ہلاکت سے بچ جائیں اور حیات ابدی حاصل کریں:۔ ہاں یہہ سچ ہے۔ کہ اعلیٰ ذات والے اور متمول لوگ اپنی ذات اور تمول کے گھمنڈ میں انجیلی بشارت کو خیال میں نہیں لاتے۔ اور اپنی عاقبت اور روحوں کی نجات سے بے پروا اور بے فکر رہتے ہیں۔ مگر غریب اور نیچ ذات ان باتوں پر زیادہ خیال کرتے اور انجیلی خوشخبری کو قبول کر لیتے ہیں:۔ پر وہ وقت آتا ہے۔ کہ اعلیٰ ادنیٰ۔ اور ادنیٰ اعلیٰ ہو جائیں گے:۔ ہم بالیقین کہتے ہیں کہ مسیحی دین امرا کی دیکھا دیکھی غربائے ہند میں نہ پھیلے گا۔ بلکہ اپنی زندہ الٰہی طاقت سے اس ملک کے امرا و غربا کے دلوں کو تسخیر کرے گا۔ اور سارا ہندوستان ایک مسیحی ملک ہو جائے گا +

دیودہرم کی بناوٹ کھل گئی

اخبار برہمو پرچارک میں دیو سماجیوں کا حال پڑھ کر ہمیں خداوند کا وہ کلام یاد آتا ہے۔ جو اُس نے یرمیاہ نبی کی معرفت فرمایا۔ کہ "میرے لوگوں نے دو بُرائیاں کیں۔ اُنہوں نے مجھ جیتے پانی کے سوتے کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے لئے حوض کھودے ہیں۔ ٹوٹے ہوئے حوض

جن میں پانی نہیں ٹھہر سکتا" یرمیاہ ۲-۱۳ +

یہہ بات ہمیشہ مشاہدہ میں آتی رہی ہے۔ کہ جب انسان طلب و تحقیقات مذہب حق سے اپنے کو کسی وجہہ سے باز رکھتا۔ یا اُس کو خلاف مطلب سمجھ کر رد کر دیتا۔ اور اپنے لئے کوئی نیا طریق اختراع کرتا ہے تو وہ آخر تک اُس میں ہرگز قائم نہیں رہتا۔ کیونکہ ایسے مذاہب سے جو انسانی ایجاد ہیں انسانی روح کی پیاس مطلق نہیں بجھتی ؛ وہ فی الحقیقت اُن ٹوٹے ہوئے حوضوں کی مانند ہیں۔ جن میں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔ ہر چند کہ باہر سے اُن کی مرمت کی جائے۔ تو بھی اندرونی شکستگی اور غیر معلوم رخنوں کے باعث وہ کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے۔ کہ اُن میں جیتا پانی تو برکنار۔ فانی پانی بھی زیادہ عرصہ تک جمع رہ سکے۔ اور اُن کے بنانے والے تشنہ کامی سے بالآخر جاں بلب رہ کر آب حیات سے محروم گذر جاتے۔ اور اُس غافل دولتمند کی طرح جس کا ذکر لوقا کے ۱۶ باب میں ہے ہمیشہ العطش۔ العطش پکارتے رہیں گے۔ مگر کوئی لعزر اپنی انگلی کا سرا بھگو کر اُن کی زبان ٹھنڈی نہ کر سکے گا ؛ فی الحقیقت حقیقی نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کو۔ جو آبحیات کا سوتا ہے۔ چھوڑ دینا۔ اور اپنے لئے ٹوٹے حوض (مصنوعی مذاہب) کھودنا انسان کے لئے نہایت خطرناک اور مُہلک ہے +

برہمہ پرچارک ناقل ہے "کہ دیو سماج کا اردو اخبار دھرم جیون اور پریس تو چند مہینے سے بند ہو چکے تھے۔ اب پچھلے مہینے سے ماہواری انگریزی رسالہ بھی (جس کا نام دیو سماجیوں نے "کانگر فتحمند" رکھا تھا) بند ہو گیا ہے۔ لیکن ایک بات نئی جاری ہو گئی ہے۔ یعنے دیو سماجیوں نے اب ذات پات کا ماننا شروع کر دیا ہے۔ اور نیز سر دیں پر چوٹیاں بھی رکھوالی ہیں ؛ یہی دیو سماجی جب ذات پات نہیں رکھتے تھے۔ تو ہندوؤں کو ذات کے غلام۔ مکار بزدل۔ اور پالیسی کے بندے کہا کرتے تھے۔ معلوم نہیں اب جو خود ذات کے پھندے میں پڑ گئے ہیں۔ تو مذکورہ بالا القاب

میں سے کس کو پسند کیا ہے؟" +

مراسلات

الہامِ الٰہی اور الہامِ ارواحی

اکثر صاحبان باخبر سے یہہ بات پوشیدہ نہ ہوگی۔ کہ قدیم زمانہ سے غیب دانی۔ اور نادر کام کرنے کا بعض لوگوں کو شوق رہا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہر انسان چاہتا ہے۔ کہ کل کی خبر ہووے کہ کیا ہوگا ؛ اس دل تو یہہ بھی چاہتا ہے۔ کہ نقل مکان بھی اُس تیزی اور سہولت کے ساتھ کر سکیں۔ جیسا طیور کرتے ہیں ؛ معلومات غیبی کے لئے انسان نے قدیم سے طرح طرح کی باتیں ایجاد کی ہیں جن میں سے کئی ایک ڈھنگ اس زمانہ میں بھی موجود ہیں ؛ واضح ہو۔ کہ علم طب کا تجربہ اُس شفا کا جو ہنوز ناپدید ہو پتا لگا دیتا ہے۔ اور مطالعہ نیچر سے بھی کئی عجائب نتیجوں کی پہلے ہی سے خبر مل جاتی ہے۔ اور انسان نے ایسا کیا بھی ہے۔ اور الٰہیات کی رُو سے بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں دو طریق سے ظاہر کیا۔ یعنے اپنی قدرت کے کاموں اور اپنے مکاشفہ کے وسیلے سے۔ اور کئی قسم کی غیبی باتوں کی خبر دی۔ لیکن لوگوں نے غیب دانی کے جو اور طریقے خود تجویز کئے ہوئے تھے۔ الٰہی مکاشفہ کے آنے پر بھی اُن کو نہ چھوڑا۔ اور اب تک اُن پر اپنا اعتقاد اور عمل رکھے جاتے ہیں۔ اور لطف یہہ ہے۔ کہ جو کوئی اُن طریقوں پر مہارت حاصل کرتا ہے۔ تو وہ لوگوں کو یہی جتاتا ہے۔ کہ جو کچھ کہتا ہے خدا ہی کے کشف سے کہتا ہے۔ اور خلقت بھی اُن کے پیچھے جان نثار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اُن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی سروکار نہیں ہے ؛ یہی راز میں اس تحریر میں فاش کرنا چاہتا ہوں +

پس واضح ہو۔ کہ الہام الٰہی وہ ہے۔ جو خدا کی روح کے وسیلے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ خداوند نے خود اپنی مرضی کے موافق بعض لوگوں کو یہہ کشف بخشا تھا ؛ اس میں صحت ہمیشہ لازم ہے۔ اور انسان کی بھلائی اور ترقی اُس کی غرض ہے ؛ وہ جنکو یہہ کشف عنائت ہوا خدا کے نبی اور رسول کہلائے +

اس کے برعکس وہ الہام ہے۔ جس کو عنوان میں الہام ارواحی لکھا گیا ہے ؛ موسیٰ اور دیگر انبیاء کے الہام سے یہہ الہام پرانا ہے ؛ مطلب اُس کا یہہ ہے۔ کہ انسان اپنی موجودہ جسمانی حالت میں خاص خاص ریاضت۔ یا جادو کے ذریعہ سے اُن ارواح کے ساتھ ہم کلام ہو سکتا ہے۔ جو اب جسم نہیں رکھتی ہیں۔ وہ ارواح خواہ نیک ہوں۔ خواہ بد ؛ اور اس طور سے علم اور عجائب کاموں کے لئے قدرت حاصل کرتا ہے ؛ یہہ الہام لوگوں کا اپنا کسب ہے۔ ایسا نہ کریں تو وہ حاصل بھی نہ ہو۔ اس الہام ارواحی کے تحت میں اُن سب باتوں کو شامل کرتا ہوں جو انگریزی میں Necromancy (نکرومنسی) اور Spiritualism (سپریچوال ازم) کہلاتی ہیں ؛ محمدیوں کے درمیان اہل تصوف میں وہ۔ جس کو کشف باطنی کہتے ہیں اس میں داخل ہے ؛ ہندوؤں اور بدھ مذہب والوں میں لوگ بھی اسی مطلب کی مشق ہے ؛ رمل اور فال بھی اسی فہرست میں شامل ہیں ؛ مسلمانوں میں قبر پرستی۔ اور ہندوؤں میں پتری پوجا اس سے باہر نہیں ہیں ؛ بد روحوں کی تعلیم اور تاثیر جس پر یہودیوں کا بڑا اعتقاد تھا الہام ارواحی کی ایک ذرولی صورت ہے +

ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان باتوں کے امکان کا انکار درست ہے۔ یا نہیں۔ البتہ ان میں سے کئی ایک کے متعلق غلطی۔ اور دھوکے بازیاں ثابت ہوئی ہیں۔ تاہم اُن کے امکان کو مان لینا ایک بات ہے۔ اور اُن کے مُحسن اور مرغوب اور بےخطر ہونے کو ماننا دوسری بات ہے۔ اور ان باتوں سے ہمیں بےشک انکار ہے: یعنے اس الہام ارواحی کو ماننا اچھا نہیں ہے۔ پسند کے لائق نہیں ہے۔ اور خطرناک ہے: بہترین بات یہہ ہے۔ کہ ہم کشف الٰہی کو مانیں اور وہ بائبل ہے ✤

پیشتر اس سے کہ الہام ارواحی کے اقسام کی کیفیت سناویں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم دیکھیں۔ کہ کلام اللہ بائبل اس کی بابت کیا کہتی ہے: اصل میں صحیح فیصلہ ہم بائبل ہی سے پا سکتے ہیں۔ کیونکہ الہام ارواحی کے مقابل میں الہام الٰہی وہی ہے: اور بائبل کو اس بات پر فیصلہ دینے کا حق بھی پہنچتا ہے کیونکہ وہ نہ صرف اور الہاموں کے مقابل میں الہام الٰہی کو مقدم۔ اور بہتر۔ اور سچا قرار دیتی۔ بلکہ وہ ایک روحانی عالم کا ذکر بھی کرتی ہے۔ اور یہہ بھی ظہار کرتی ہے۔ کہ انسان کے لئے نگاہبان روحیں ہیں۔ اور ایسی لوگوں کی نظیریں بھی دیتی ہے۔ جن کو روحوں (بدروحوں) نے گرفتار کیا تھا: اس سے یہہ بھی حاصل ہے۔ کہ الہام ارواحی کوئی نئی بات نہیں ہے ✤

لیکن اِس پاک کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو قسم کے الہام ہیں: ایک وہ۔ جو خدا کی مرضی۔ اور حفاظت۔ اور ہدایت کی وجہہ سے ہے۔ جس میں خداوند خود۔ اور اُس کے فرشتے اپنے تئیں بندوں پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور سچائی کی باتیں بتلاتے ہیں۔ اور رویتوں میں آسمان کے باشندوں سے باتیں کرواتے ہیں جیسے یوحنا رسول کے ساتھ ہوا تھا: اس الہام کے لئے بندے کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہوتی تھی۔ لیکن کسی خاص مطلب کے لئے وہ چُنا جاتا تھا: دوسری قسم الہام کی وہ ہے۔ جس کو بے قاعدہ اور زبون بیان کیا گیا ہے اور اُس سے بھلائی نہیں ملتی: اس الہام کی تفصیل اور ممانعت بائبل

اقدس میں یوں کی گئی ہے: "تم اُن کی طرف جن کا یار دیو ہے توجہ نہ کرو۔ اور نہ جادوگروں کے طالب ہو۔ کہ اُن کے سبب سے ناپاک ہو جاؤ گے۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں" احبار ۱۹: ۳۱ - پھر ۲۰: ۶ میں یوں حکم ہے۔ کہ "جو انسان اُس شخص کی جس کا یار دیو ہے۔ اور جادوگروں کی پیروی کرتا ہے۔ تاکہ اُن کی طرح زنا کرے۔ میرا چہرا اُس کا مخالف ہوگا۔ اور میں اُسے اُس کی قوم میں سے کاٹ ڈالوں گا" پھر استثنا ۱۸: ۱۰-۱۲- میں ہے "تم میں کوئی نہ پایا جائے۔ جو اپنے بیٹے۔ یا بیٹی کو آگ میں گذر کروائے۔ یا غیب گو۔ یا نجومی۔ یا فال کھولنے والا۔ یا ڈائن ہے: نہ منتر پڑھنے والا ہو۔ نہ یار دیو سے سوال کرنے والا۔ اور نہ رمال۔ اور نہ ساحر ہو۔ کیونکہ وے سب جو ایسے کام کرتے ہیں خداوند کی نفرت کے باعث ہیں:" ان احکام سے ظاہر ہے۔ کہ الہام ارواحی کے پیشہ ور لوگ ملک کنعان میں تھے پیشتر اس سے کہ توریت فرمائی گئی۔ اور بنی اسرائیل اس ملک میں آباد ہوئے: پھر دیکھو یسعیاہ ۸: ۱۹-۲۰ "اور جب وے تم کو کہیں۔ تم دیوؤں کے یاروں اور فسون گروں کی جو پھسپھساتے اور بڑبڑاتے ہیں تلاش کرو۔ تو تم کہو۔ کہ کیا لوگوں کو مناسب نہیں۔ کہ اپنے خدا کو ڈھونڈھیں؟ کیا زندوں کی بابت مردوں سے سوال کریں؟ شریعت پر اور شہادت پر نظر کریں۔ اگر وے اُس سخن کے مطابق نہ بولیں۔ تو اُن پر پو نہ پھٹیگی" وغیرہ باوجود ان احکام کے قوم یہود میں بہتیروں کو ان کاموں کی عادت ہو گئی تھی ✤

اب خیال کرنا چاہئے۔ کہ اگر روحوں سے باتیں کرنا بُرا نہ ہوتا۔ تو ایسی تاکید کے ساتھ اُس کی ممانعت نہ کی جاتی۔ اور اگر یہہ کام اُس زمانہ میں زبون تھا تو اب بھی زبون ہے: اور جب زبولون اور نفتالی کی سرزمین میں ہاسوئے اور بدکاموں کے اس تیرگی کی مار پڑی تھی جس کا یسعیاہ ۹: ۱-۲ اور ۱۹: ۱۵ میں ذکر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مسیح کے

زمانہ میں اُن اطراف میں بہتیرے ایسے لوگ تھے جن پر بد روحوں نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ اور اپنی خواہشوں کے اظہار کا ذریعہ بنایا تھا۔ تو مسیح خداوند نے اُن روحوں کو آدمیوں میں سے نکالا: اگر روحوں کے ساتھ یہہ ہمکلامی۔ اور یگانگت مناسب اور فائدہ مند ہوتی تو خداوند اُن کو دور نہ کرتا: اور کیا ذی عقل انسان کو واجب ہے۔ کہ الہام ارواحی کا خواہشمند ہو۔ یا اس کی تحصیل کے لئے طرح طرح کی بدنی ریاضت کیا کرے؟ ✤

معلوم کرنا چاہئے۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ خداوند نے الہام ارواحی کو منع فرمایا۔ اور قابل سزا ٹھہرایا؟ کوئی معقول سبب تھا۔ یا نہیں؟ جو مقامات اوپر پیش کئے گئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا۔ کہ الہام ارواحی کی تلاش محض بےایمانی کے سبب سے ہوتی تھی۔ یعنے لوگ خدا پر بھروسہ رکھنے کے بجائے مردوں کی روحوں۔ اور شیاطین کا آسرا تکتے تھے: اس کے برخلاف خداوند نے فرمایا۔ کہ "میں خداوند تمہارا خدا ہوں" اور پھر یہہ۔ کہ "کیا مناسب نہیں۔ کہ لوگ اپنے خدا کو ڈھونڈھیں"؟ دیکھو اگر ارواح سے علم حاصل کرنے کی خواہش اور کوشش اُس وقت بےایمانی تھی۔ تو کیا آج کے دن بےایمانی نہیں ہے؟ بےشک ہے: دوسری وجہہ اُس کے ناجائز ہونے کی اُس مذکور میں پائی جاتی ہے جو یسعیاہ ۸: ۲۰ سے پیش کیا گیا۔ کہ "شریعت پر اور شہادت پر نظر کریں۔ اگر وے اُس سخن کے مطابق نہ بولیں۔ تو اُن پر پو نہ پھٹیگی": پھر عہد جدید میں اور سبب اُس کے منع ہونے کے بیان کئے گئے ہیں: "روح صاف فرماتی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں کتنے لوگ گمراہ کرنے والی روحوں اور دیوؤں کی تعلیم سے جا لگینگے۔ اور ایمان سے برگشتہ ہوں گے" (۱ تمطاؤس ۴: ۱) اِس مقام میں اُس کو بُرا کہنے کی یہہ وجہہ ہے۔ کہ کسی ایمان سے برگشتہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح سے برگشتہ ہونا

ویسا ہی زبون ہے۔ جیسا خدا سے برگشتہ ہوتا ہے :: خداوند تعالیٰ نے عہد عتیق کے زمانہ میں اپنی وحدت اور خدائی ایسے واضح طور سے ثابت کی تھی۔ کہ وہ تعلیم جھوٹے اور سچے نبی کا نشان ٹھہر چکی تھی :: جو اُس کے برخلاف سکھلاوے۔ اور خدا کی طرف سے بے ایمان کرے۔ تو ایسا کام خلاف قاعدہ مقررشدہ کے ٹھہرتا ہے :: اور عہد جدید کے زمانہ میں مسیحی ایمان۔ یعنے مسیح پر ایمان لانا جھوٹے اور سچے نبی۔ اور جھوٹے اور سچے الہام کا پیمانہ ٹھہرایا گیا ہے :: کیونکہ مسیح نے اپنے تئیں نہایت واضح طور سے خدا کا بیٹا ثابت کیا تھا۔ اس لیئے یوحنا رسول اس ایمان کو کسوٹی ٹھہراتا ہے " اے پیارو تم ہر ایک روح کو یقین نہ کرو۔ بلکہ روحوں کو آزماؤ۔ کہ وے خدا کی طرف سے ہیں۔ کہ نہیں۔ کیونکہ بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں آئے ہیں۔ اس سے تم خدا کی روح کو پہچانتے ہو (یعنے اور روحوں سے) کہ ہر ایک روح جو اقرار کرتی ہے۔ کہ یسوع مسیح جسم میں ہو کے آیا۔ وہ خدا کی طرف سے ہے " (یوحنا ۴ : ۱ و ۲) الہام ارواحی کے پیرؤوں کو یہہ بات یاد رکھنی چاہئے اور اسی ثابت اور مسلم قاعدہ کی رو سے ہم مسز بیسنٹ کی تھیوصوفی کو اور مرزا غلام احمد صاحب کے الہام اور غیب گوئی کو باطل قرار دیتے ہیں :: ان لوگوں کی باتیں الہام ارواحی ہیں۔ اور یہہ الہام منع ہے۔ اور اس کے تلاش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ لعنتی۔ اور جھوٹھا۔ اور بے ایمان قرار دیتا ہے :: ایسی غیب گوئی کا انسان کو قدیم سے شوق ہے۔ اور لطف یہہ ہے کہ یہہ شوق مُردوں کی روحوں۔ اور شیاطین کے ذریعہ پورا ہوتا رہا ہے۔ اور لوگوں کو دہوکھا دینے کے لئے اُس کی ہر زمانہ میں لوگ آپس میں تعریف کرتے گئے ہیں۔ اور اپنے تئیں دانا کہتے گئے ہیں۔ ہاں معرفت کو پہنچے ہوئے سمجھتے ہیں +

راقم (پادری) جی ایل ٹھاکر داس ۔

(باقی آئندہ)

انجیل کی عجیب تاثیر

راقم بفضلہ تعالیٰ معہ بھائی کوانکس منجانب میتھوڈسٹ مشن بریلی سے تبدیل ہو کر ۱۳۔ مارچ ۱۸۹۴ء سے قصبہ بیتیا میں آ کر۔ جہاں چمپارن کا راجہ رہتا ہے۔ انجیل سنانے لگا :: قبل اس کے اس قصبہ میں کبھی منادی نہوئی تھی :: چند عرصہ میں علاوہ واقفیت سرفرد بشر کے گرد و نواح میں مسیح کی جلالی انجیل کا اثر پھیل گیا۔ اکثر لوگ مسیحی مذہب کو قبول کرنا ذلت جانتے ہیں۔ تاہم جو مولوی یا پنڈت مسیح کی بابت سنتے ہیں قایل ہو گئے ہیں۔ مگر چند ذی اقتدار ہندو و محمدی صاحبان کوشش کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ بیتیا سے چلے جائیں :: طرفہ یہہ ہے۔ کہ ۲۔ مئی ۱۸۹۴ء کو مولانا شاہ ابوصالح صاحب مُضطر بنارسی مقیمی لکھنؤ برائے سیاحت بیتیا میں تشریف لائے۔ یہاں کے باشندے تو منتظر ہی تھے۔ کہ اس وقت میں کوئی آ کر اُن کی مدد کرے :: مولانا مذکور کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے۔ اور خاص و عام محمدی و ہندوؤں نے اُن کی پیروی اختیار کی :: ۵ مئی ۱۸۹۴ء کو مولانا ممدوح معہ چند مولوی صاحبان فی الوقت ملازمان راج کے لال بازار میں جہاں ہم لوگ منادی کرتے تھے تشریف لائے۔ اور آتے ہی مسیح خداوند کے ابن اللہ ہونے پر معترض ہوئے :: انکو بدیں لحاظ۔ کہ بازار میں مباحثہ کرنا ضرور نہیں۔ یہہ مختصر جواب دیا گیا۔ کہ ذات الٰہی ہر سہ اقانیم یا تعینات ازلیہ کے ساتھ قائم ہے۔ نہ محض واحد ہے۔ لہذا اقنوم ثانی یا تعین اولیٰ کو جس نے بطن مریم صدیقہ میں انسانیت سے علاقہ پکڑا باعتبار صدور یا خروج من الذات ابن اللہ کہتے ہیں۔ اور اُسی کا نام باعتبار مرتبہ المسیح و بالخصوص نجات دہندہ ہونے سے یسوع ہے۔ اور علاقہ انسانیت کے باعث اُسی کا نام ابن آدم ہے :: بعدہ مولانا صاحب تھوڑی دیر سخت تکرار لفظی کر کے معہ ہمراہیان چلے گئے :: بھائی کوانکس ۷ مئی ۱۸۹۴ء کو حسب طلب بزرگ اُستاد ڈاکٹر ٹی جے اسکاٹ صاحب پرنسپل تھیولاجیکل سکول بریلی کو چلے گئے۔ اور میں نے قصبہ کے ہر چہار بازار میں صداقت نبوت و کلام ربانی پر منادی کرنی شروع کر دی :: مولانا صاحب ہر روز معہ تین تین محمدی ہمراہیان کے مقابل ہو کر بڑے جوش و خروش سے گفتگو کرتے رہے۔ جب کچھ بس نہ چلا۔ ۱۱ مئی ۱۸۹۴ء کی شام کو (جیسا کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں) قاضی حکیم عبدالغفور صاحب کے مکان پر تمام ذی اقتدار محمدیوں۔ مولوی دین محمد۔ و نور محمد آنریری مجسٹریٹ۔ و منشی عبدالقادر صاحب منشی ریاست۔ و عزیز الرحمان انسپکٹر پولیس نے باہم مشورہ کر کے اوّلاً۔ ٹی۔ ام۔ گبن صاحب منیجر ریاست سے شکایت کی۔ بعدہ بذریعہ منیجر صاحب ریاست مجھ پر الزام توہین مذہب اسلام لگا کر مجسٹریٹی بیتیا میں نالش کر دی :: ۱۲۔ مئی ۱۸۹۴ء کو مجسٹریٹ نے معرفت انسپکٹر پولیس طلب کر کے سر اجلاس سو روپیہ کا مچلکہ مجھ سے لکھوالیا۔ اور ۱۴۔ مئی ۱۸۹۴ء تاریخ پیشی مقدمہ ٹھہرائی۔ اور میری عرض و معروض کی مطلق پروانہ کی :: میں عجیب حیرت میں گرفتار تھا۔ پر دل میں مطلق گھبراہٹ نہ تھی۔ بلکہ المسیح کے احکام کی یاد سے۔ جو اُس نے ایسے وقت کی نسبت فرمائے میں خوش تھا :: دو روز تک پولیس افسران نے ستانے کے لئے چند حملہ کئے۔ اور ہر امر میں قایل ہو کر نیچا دیکھا :: ۱۴۔ مئی ۱۸۹۴ء کو بزرگ ایچ جیکسن صاحب پریذائڈنگ ایلڈر میتھوڈسٹ کلیسیا مقیمی مظفرپور تشریف لائے۔ تخمیناً تین گھنٹہ باہم مجسٹریٹ و منیجر ریاست و پادری ایچ جیکسن صاحب و نیز ذی اقتدار محمدیان بیتیا قرار

ہوتی رہی۔ آخر اس بات پر۔ کہ ایک دوسرے کے مذہب کی توہین نہ کرے۔ صلح نامہ ہوگیا۔ اور مجسٹریٹ نے مجھسے اور مولانا ممدوح سے دستخط کرالئے ٭ تین چار روز کے بعد خدا نے بصفائی میرے دل میں ڈالا۔ کہ خدا حق مولانا کو بچانا چاہتا ہے۔ میں چار پانچ مرتبہ دعا کرنے کے بعد مولوی محمد اسحاق صاحب رجسٹرار و آنریری مجسٹریٹ۔ بتیا کے مکان جائے قیام مولانا صاحب پر گیا ٭ یکم جون ۱۸۹۴ء کو مولانا صاحب مع دیگر تین چار مولوی صاحبان کے خداوند مسیح پر ایمان لانے کو مستعد ہوگئے۔ اور ۲ جون سنہ الیہ کو میرے ہمراہ مظفر پور تشریف لے گئے۔ اور بدست پادری ایچ جیکسن صاحب مسیح میں بپتسما پاکر مشرف بہ مسیحیت ہوئے ٭

مولانا حکیم شاہ ابو صالح صاحب کی عمر پچیس ۲۵ سال کی ہے۔ زبان انگریزی و فارسی و عربی سے بخوبی واقف ہیں۔ اور علم قرآن و حدیث و اصول و فقہ سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور آپ شاعر ہیں۔ مضطر تخلص ہے۔ اور ممالک ایشیا میں عرب و عجم و شہرات ہند کے سیاح ہیں۔ اور مذہبی غیر تمندی و سرگرمی سے پر ہیں۔ اور آپ مولانا فضل رحمان صاحب گنج مرادابادی کے خلیفہ میں سنظرۃ یہہ ہے۔ کہ آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم سے بھی فیضیاب ہیں۔ اور آپ کے والد مولانا حکیم مولوی نصیرالدین احمد صاحب مظفر پور گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ مولوی ہیں۔ اور آپ دین محمدی کے معزز مولوی و واعظوں میں مستند شمار کئے جاتے تھے ٭ آپ نے مظفر پور۔ و در بھنگہ و موتیہاری۔ و بتیا میں اپنے واقف کاروں و عزیزوں کے درمیان چند لکچر دین مسیحی کی صداقت و قبول کر لینے کی نسبت دیئے۔ جس سے اکثر علماء کو حیرت ہے۔ کہ مولوی صاحب کو کیا ہوگیا۔ کہ پندرہ روز کے عرصہ میں عیسائی ہوگئے ٭ پر سوائے افسوس کے کچھ چارہ نہیں ٭ بخیال دلشکنی محمدیان مجسٹریٹ بتیا نے مولانا ممدوح کو دو ہفتہ کے لئے ۱۸ جون ۱۸۹۴ء تک منادی کرنے سے منع کر رکھا تھا ۲۲ جون سنہ الیہ سے بفضل خداوند وہ ساتھ منادی کرتے ہیں ٭ غرضکہ چمپارن بہر میں اب انجیل کی اس عجیب تاثیر کی پکار ہے ٭ ۲۲ جون کو تین۔ ۲۵ جون کو ۳ و ۲۸ جون کو ۲ و ۲ ۔ یعنے ۱۳ مارچ ۱۸۹۴ء سے ابتک کل ۶۸ (اڑسٹھہ) اشخاص نے بپتسما پایا ہے ٭ جن میں ہر قوم کے لوگ شامل ہیں۔ اور ساٹھہ (۶۰) شخص تو بتیا ہی میں موجود ہیں۔ اور وہ تین چار مولوی جو مولانا صاحب کے ہمراہ مظفر پور جانے سے رک گئے تھے قصبہ کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں نے ان سے مسیحی نہونے کے لئے قرآن اٹھوالئے ہیں۔ اور نو مرید عیسائیوں کو مسیح کی پیروی سے باز رکھنے کے لئے عجیب عجیب قسم کی ترغیبیں دیتے ہیں ٭ اب خدا ہی ہے۔ جو غیر مسیحی ریاست میں محکمہ۔ اور نو مریدوں کو سنبھال لے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر فی الحال کام رکجائے۔ تو عجب نہیں ٭ پر امید ہے کہ آخر بڑے زور سے خدا کا کام چلے گا۔ اور خدا بہر طور اپنا جلال ظاہر فرماویگا۔ شرط یہہ ہے کہ خادم الدین تیز ہتھیار کی مانند خداوند کے ہاتھہ میں قائم رہے ٭ عجیب بات یہہ ہے۔ کہ قصبہ بتیا کے ہندو و محمدی مع پولیس و افسران ریاست کے ہمارے سخت مخالف ہو رہے ہیں۔ جس سے اکثر ہماری جانوں کا خطرہ ہے ٭ چاہیے کہ مسیحی بھائی دعا کریں۔ کہ مخالفت کم ہو جائے اور خدا کا کام چل نکلے ٭ اگر خدا نے بتیا میں ایک گرجا گھر۔ اور قبرستان۔ اور بورڈنگ ہوس کا لڑکوں و لڑکیوں کے لئے سرانجام کردیا۔ تو امید واثق ہے۔ کہ جس قدر وسیع گرجا ہوگا خدا اپنے لوگوں سے بھر دے گا ٭

راقم
جوالا سنگھ
از بتیا ضلع چمپارن

بقیہ

جواب اشتہار واجب الاظہار

مرزا قادیانی

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ٭ حضرت عیسیٰ کے چار حقیقی بھائی اُس پر ایمان نہیں لائے تھے ٭

معلوم نہیں مرزا صاحب نے حقیقی کا لفظ کہاں سے اختراع کرلیا۔ انجیل شریف میں خداوند کے بھائی تو کئی ایک مقام میں آیا ہے۔ مگر حقیقی بھائی ایک جگہہ بھی مسطور نہیں ہے اور یہہ بھی کلام الٰہی سے ظاہر ہے۔ کہ خداوند کے بھائی ایماندار تھے۔ چنانچہ گلاتیون ۱/۱۹ اور اقرنتیوں ۹/۵ سے ثابت ہے البتہ شروع میں وہ ایمان نہیں لائے۔ جیسے یوحنا ۷/۵ سے ظاہر ہے ٭

مگر مرزا صاحب نے خواہ مخواہ طوفان باندھ لیا ہے۔ اور ہمارے خداوند کے حق میں کفر بکا ہے جسکا جواب انہیں اُسی کو دینا پڑیگا ٭ پس ایک ایسے صاف جھوٹھ کا جواب ہم مرزا صاحب کو کیا دیں؟ سوائے اس کے۔ کہ آپ کا بیان غلط ہے۔ سو غلط گو اپنی بدنامی سے ڈرتو٭

مرزا صاحب کا تیسرا اعتراض یہہ ہے۔ کہ یہودا اسکریوطی نے حضرت عیسیٰ کو پکڑوا دیا۔ حالانکہ وہ اوّل سے لیکر آخر تک اُن کی صحبت میں رہا وغیرہ ٭

مرزا صاحب اگر آپ ذرا کسی مسیحی شخص سے انجیل شریف کی تعلیم حاصل کرتے۔ اور شاگرد کہلانے سے پرہیز نہ کرتے۔ تو آجکل اس قسم کی ذلتیں آپ کو اُٹھانی نہ پڑتیں۔ جو آپ انجیل شریف کے مقاصد اور مطالب سمجھنے میں اُٹھاتے ہیں۔ اور کم علم مسیحیوں کی نظر میں بھی ایسی واہی نکتہ چینیوں کے باعث حقیر ہو جاتے ہیں ٭

اب یہودا کا حال سُنو۔ یہودا اسکریوطی کی بابت لکھا ہی۔ کہ خداوند شروع سے اُس کو جانتا تھا کہ وہ مجھے پکڑوا دے گا یوحنا ۶ باب یعنے وہ میرا دشمن ہی۔ اور پرلے درجے کا لالچی۔ بلکہ اسکی نسبت لکھا ہی۔ کہ وہ چور تھا۔ مگر باوجود اس کے خبث اور بے ایمانی کے بھی خداوند نے اُسکو اپنی حضور سے نکال نہ دیا۔ بلکہ ہمیشہ اسپر اپنے فضل اور مہربانی اور محبت کی بارش برساتا رہا ؛ اُس نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی تھی کہ "تم رحیم ہو جیسا کہ خدا رحیم ہی" ۔ اور اُس نے یہودا کے احوال میں خود ظاہر کیا۔ کہ میں کیسا رحیم ہوں ؛ ہاں اس نے دشمنوں کو پیار کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ صرف حکم دیا۔ بلکہ یہودا کے احوال میں جو اُس کا جانی دشمن تھا اُس حکم کو پورا کرکے دکھلا دیا ؛ اگر یہودا کے احوال سے اور کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ تو یہہ کافی تھا۔ کہ خداوند ایسے بے ایمان شخص کو اپنی محبت میں رکھے۔ اور اپنے تابعین کے لئے ایک نمونہ قائم کردے ؛ مگر اُس کے علاوہ مرزا صاحب آپ کے اور اُن سب کے لئے جو ہمارے خداوند کے حق میں اپنی زہریلی زبان کو ہلاتے ہیں ایک نہایت عمدہ سبق یہودا کے احوال میں موجود ہی۔ یعنے یہہ۔ کہ جو لوگ مسیح خداوند کے جانی دشمن۔ اور جنہوں نے پیٹ کو اپنا خدا بنایا ہی۔ اور ہر طرح کی راستی سے دور ہیں۔ اُن میں سے ایک کو خداوند اپنے حق میں گواہی دینے کے لئے مقرر کرے۔ اور وہ ایسے طور پر گواہی دے۔ کہ اس کے باقی ہمجنسوں کو کوئی عذر باقی نہ رہے ؛

اب ہم مرزا صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا آپ کو مسیح خداوند کی بیگناہی کی بابت کچھ شک ہی؟ اگر ہی تو یہودا کی گواہی پر کان دھرئے شاید آپ کی تسلی ہو جاوے۔ یہودا کی بابت یہہ تو آپ مانتے ہی ہیں۔ کہ اُسنے تیس روپے کے لالچ سے مسیح کو پکڑوا دیا۔ (یا مرتد ہو گیا جیسا آپ نے لکھا ہی) لیکن جب یہودی اُس کو پکڑ کر لے گئے۔ اور اُس پر قتل کا فتویٰ دیا۔ یہودا خود بخود گواہی دینے کے لئے چلا آیا۔ اُس کے تمیز نے اُس کو ملامت کی اور اُس کو چپ رہنے نہیں دیا۔ وہ ہیکل میں جہاں یہودی اور کاہن جمع تھے دیری سے آیا اُس نے سبھوں کے سامنے اقرار کیا۔ کہ "میں نے گناہ کیا۔ کہ بیگناہ کو قتل کے لئے حوالہ کیا" ؛ وہ تیس روپے بھی اپنے ہاتھ میں لایا۔ اور جب یہودیوں نے روپے واپس نہیں لئے۔ اور نہ خداوند کو چھوڑا۔ تو لکھا ہی۔ کہ "وہ روپے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا۔ اور جا کر آپ کو پھانسی دی" ؛ اللہ اکبر ؛

وہ شخص جس کے خمیر میں گویا لالچ داخل ہو گیا تھا۔ اور جس نے اپنی عمر کا سب سے اچھا حصہ چوری اور بے ایمانی میں خرچ کیا تھا۔ اب روپے اس کو ایک بھاری بوجھ سے بھاری معلوم ہوتے ہیں وہ ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اُن کو یوں ہی پھینک دیتا ہی ؛ اور نہ صرف یہہ۔ بلکہ وہ اپنے اس فعل مذموم سے ایسا نادم ہی۔ کہ اُس کو زندگی تلخ معلوم ہوتی ہی۔ وہ سمجھتا ہی۔ کہ میں نے ایسا بھاری گناہ کیا ہی جسکی معافی نہیں ہو سکتی ؛ پس مسیح خداوند کی بیگناہی پر اپنے خون سے مہر کرتا ہی۔ اور کہتا ہی۔ کہ "میں نے گناہ کیا کہ بیگناہ کو قتل کے لئے پکڑوا دیا" ؛

مرزا صاحب آپ ذرا غور فرمائے۔ کہ ایک سنگر اور بے دین شخص کیسی عالیشان گواہی دے رہا ہی۔ کیا کسی کو اس کی گواہی میں شک ہو سکتا ہی؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہہ شخص دشمن اور بے دین ہو کر ہمیشہ خداوند کے پاس رہا۔ اُس کے افعال اور اقوال کو سُنتا اور دیکھتا رہا۔ وہ اُن کو دوست ہو کر نہ سنتا اور نہ دیکھتا ہی۔ مگر ایک دشمن اور نکتہ چین ہو کر خداوند کی طرف تک رہا ہی ؛ مگر اُس نے خداوند میں بجز نیکی کے کچھ نہ پایا۔ لیکن اپنے آپ کو نالایق گنہگار مان کر خداوند کے حق میں دشمنوں اور بے دینوں کے لئے ایک مضبوط گواہی چھوڑ گیا ؛

الغرض خداوند نے رحم کرکے یہودا کو باوجود اُس کی بے ایمانی کے اپنی پاک محبت میں رکھا۔ تاکہ بہت سے بے دین یہودا کی گواہی کو سنکر خداوند کی بیگناہی کے قائل ہوں ؛ اب مرزا صاحب کو چاہئے۔ کہ اپنے اشتہار کو ہمارے جواب کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔ تو انکو اپنے اشتہار کا لچر اور پوچ ہونا خود بخود ظاہر ہو جائیگا ؛

راقم
الف ایم بشیر از فتح گڑھ

مرزا قادیانی کی قیافہ شناس پیشگوئی اور ہمارا ڈبل ریمارک

اڈیٹر نور افشاں۔ اس وقت جو دنیا اس صفحہ ہستی پر آباد ہی۔ کیا اعلیٰ۔ کیا ادنیٰ ہمارے مرزا صاحب سے کچھ نہ کچھ واقف ہو ہی گئی ہی۔ خواہ بھلائی کے ساتھ۔ خواہ برائی کے ساتھ جدہر دیکھو مرزا ہی جی کا چرچا ہی ؛ کوئی ایسا اخبار نہوگا۔ جس نے مرزا جی کے نام پر دو چار کالم نہ لکھے ہونگے۔ خواہ مخالفت میں۔ خواہ موافقت میں۔ مگر لکھے ضرور ہی ہونگے ؛ میری رائے میں انگریزی اخباروں نے بھی۔ گو سب نے نہیں۔ تاہم ٹریبیون۔ سول تو اس کار خیر میں ضرور ہی مددگار رہے ہونگے ؛ مگر مرزا جی کا جو مطلب تھا وہ ادا ہو گیا۔ اب خواہ کوئی مرے یا جئے۔ اُن کو جو شہرت حاصل کرنی تھی سو تو کر لی۔ خوب رہے۔ ا۔ ایک بات مرزا جی کی ہم بھی مانتے ہیں۔ آپ شرم حضور پرلے درجے کے ہیں۔ مخالفین میں سے سیکڑوں نے رہ رہ وار کئے۔ کہ کیا عرض کروں۔ اگر مغرب سے کسی نے ایک دو جما دئے۔ تو بھی صبر مشرق سے کسی نے چار گالی دیدیں۔ تو بھی صبر جنوب سے کسی نے کاذب مسیح لکھدیا۔ تو بھی آپ نے حوصلہ کیا۔ اگر شمال سے جھوٹھے نبی بننے کی کسی نے ہانک لگا دی تاہم بھی بردباری کے آئینہ میں مُنہہ دیکھ خاموش ہو گئے۔

حقیقت میں مرزا صاحب بڑے ہی صابر معلوم ہوتے ہیں: مسٹر ناصر اور پادری مسیح صاحب آئندہ ہوش سے آرٹیکل لکھا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم نہیں۔ آپ کس کے مقابلہ میں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ آپ کوئی دن جینا بھی چاہتے ہیں۔ یا نہیں؟ ابھی الہام کی پوٹ میں سے کوئی ایسا نسخہ تجویز کیا جائیگا۔ کہ ہمیشہ کے لئے لاعلاج ہو جاؤ گے۔ بس چپ چاپ ہی رہئے آپنے بہت ہی حوصلہ پکڑا ہے: اور سچ تو یہہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کو آپ لوگوں نے ایک پاگل بنا دیا ہے للہ اُس بیچارے کو اتنا شرمندہ نہ کرو۔ یہہ تہذیب سے باہر ہے۔ دیکھئے پھر بھی وہ ولی ہے۔ خواہ شہری خواہ بازاری۔ مگر کچھ تو ہے ہی نا؟۔ اگر ہے تو آتھم جو چپ بیٹھے ہیں ورنہ اور کوئی ہوتا تو کبھی کے ٹیر اڑ چکتے +

شاید مرزا صاحب کے مُنہہ سے کوئی بددعا نکل جائے۔ اور ہاتھ۔ ٹانگ۔ آنکھ سا پارچ ہو بیٹھو۔ اور لاعلاج ہو کر ہمیشہ تک غم کے آنسو بہایا کرو:: میرا اِس آرٹیکل کے لکھنے سے مطلب یہہ ہے کہ: مرزا صاحب کی پیشنگوئی کو جو ڈپٹی صاحب کے حق میں بروقت مباحثہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کو کی گئی تھی انصاف کی میزان میں تولوں۔ اور پبلک کو دکھاؤں۔ کہ علم رمل حکمت طبب قیافہ شناسی کیا چیز ہے۔ اور جس سے ایسے لوگ ماہر ہو کر دنیا میں پیر۔ ہادی۔ ولی اللہ۔ نبی۔ بن بیٹھتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکھا دینے کے سوا اور اُن کے پاس کچھ نہیں ہوتا: پس ہم اپنے مضمون کو بخوف طوالت مختصر کرکے ناظرین کو دکھاتے ہیں: ۔ مرزا صاحب فی زمانہ ایک عالم ہیں۔ اور آپ میں تین باتیں وہ موجود ہیں جن سے میری رائے میں کوئی بشر انکار نہیں کر سکتا۔ اَوّل علم دوئم حکمت۔ سوئم قیافہ شناسی:: اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ نہیں مرزا صاحب کو حقیقتاً الہام ہوتا ہے۔ تو ہمیں کلام ہے اور ثبوت کے ہر بات پر ہمیں سخت جرح کرنے کا موقع ہے۔ ہاں اگر الہام کے مخالف وزن کو کہا جاوے۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں اور مرزا جی کی قیافہ دار پیشنگوئی کی تھوڑی دیر میں قلعی کھل جائے اگر اُن کے ہاتھ دیکھئے ۔ ہم حیران ہیں۔ کہ کیوں نہیں

اِس الہام کی مٹی خراب کی گئی جیسا کہ دبیر فلک جیسے کار پرداز اور مولوی حسام الدین جیسے نامہ نگار نورافشاں کے معاون تھے؟ ناظرین باتمکین ذرا مرزا جی کی چالاکی و ہوشیاری کو دیکھئے کہ آتھم صاحب پر کیا غضب لایا ہے۔ آتھم صاحب ایک عیسائی پیر مرد ہیں جنکی عمر اسوقت قریباً ۶۴ - ۶۵ سال ہوگی۔ آپنے مختلف مقامات میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے عہدہ کو سرفراز کیا ہے پنشن پانے سے پہلے آپکو ادھرنگ کی بیماری ہو گئی۔ یہاں تک کہ داہنا ہاتھ مار گیا۔ اور بائیں ہاتھ سے فیصلہ جات عدالت لکھتے رہے: آپ کو قریب (۹ یا ۱۰) سال ہوئے جب سے پنشن حاصل کی۔ تب سے بیمار دائم المرض ہیں +

یہہ ایک معمولی بات ہے۔ کہ کوئی شخص پنشن حاصل کرکے ۹- ۱۰ سال زندہ نہیں رہتا۔ مگر یہہ بھی کوئی اللہ کی حکمت ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں +

اب ناظرین خیال کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا کی پیشنگوئی کس قدر کی ہے۔ اور کہاں تک وزن دار ہے۔ اور کس علم سے تعلق رکھتی ہے آیا علم۔ یا حکمت۔ یا قیافہ؟ ہم بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیشین گوئی مذکور میں ان ہر سہ علوم متعارفہ کو ہر ایک محل پر بخوبی اندازے برتا ہے۔ حکمت اِس لئے کہ آتھم صاحب دائم المرض ہے۔ اور ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔ قیافہ سے اسلئے کہ ۱۵ ماہ ایسے مریض پنشنیافتہ کے لئے کوئی کم میعاد نہیں ہے اگر ان دنوں میں بچ گیا۔ تو اگست یا ستمبر جو گویا بیماری کے ایک فرشتے ہیں سال بھر کی کسر نکال دینگے۔ علم سے اسلئے۔ کہ عمر رسیدہ آدمی اور پنشنخوار ہے۔ اور ۱۵ مہینے بڑی میعاد ہے۔ جب دیکھا کہ میرا قیافہ کا نا حکمت لنگڑی اور علم گنجا ہو گیا۔ اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں آتی۔ تو زمانہ سازی کام میں لائی گئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے آدمی خدا کا خوف ذرا نہیں رکھتے۔ دیکھو آجکل کشتی میں جو قادیان میں ہو رہی ہے۔ جس میں خدا پرستی مطلق نہیں بلکہ اور کچھ کہا جائے تو ٹھیک ہے۔ ہم ملکر دعا کی جا رہی ہے۔ کہ اے خدا جلدی کر۔ اور آتھم کو مار! شاید آتھم اِن لوگوں کی دعا سے تو

نہیں مرنے کے۔ اگر کوئی ہتھکنڈا چل گیا۔ تو خیر۔ کیونکہ زہریلے سانپ چھوڑے جاتے ہیں۔ اور وہ پولوس رسول کی طرح جھٹک دیئے جاتے ہیں: رات کو چوروں کا گروہ پھرتا ہے۔ مگر اُن کو یسوع ناصری کے قول سے تسلی دیجاتی ہے۔ "تو آج ہی میرے ساتھ بہشت میں ہوگا"۔ زہر خورانی کا معاملہ پیش آتا ہے۔ مگر کلام اللہ سے تسلی پاتے ہیں۔ "تمہیں کوئی زہریلی چیز نقصان نہیں پہنچا دیگی"۔ ایسے موقع پر یہہ کہنا بیجا نہیں ہوگا۔ کہ مسٹر آتھم بڑے دلیر شخص ہیں جنہوں نے مسیح کا سا ہی وبردباری کو پہنا ہوا ہے۔ اور مرزا کے تمام حملوں کی کامل طور سے برداشت کر رہے ہیں۔ کیونکہ انجیلی رسول تسلی کے الفاظ ادا کرتا ہے کہ "موت۔ حال۔ مستقبل۔ کونسی چیز مجھے مسیح سے جُدا کریگی"۔ حقیقت میں خداوند مسیح آتھم صاحب کا مددگار ہے جس نے شیطان کے تمام تیروں کو بجھا دیا ہے۔ مسیح کے حلم کا صافہ سر پر کا کوٹ صلح کی پتلون۔ انجیل کی روشنی والا بوٹ نجات کی دودھار تیر تلوار لئے بڑے صبر کے ساتھ اپنی موت کا جسکو وہ نفع سمجھتے ہیں انتظار کر رہے ہیں۔ ہم انہیں مبارکباد کہتے ہیں: اور یہہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آخر اتنا صبر کیوں؟ آپنے تمام عمر قانونی ایجنسی میں صرف کی۔ اور کیا آپ بے لگام آدمی کا تدارک نہیں کر سکتے اور کیا معلوم نہیں کر سکتے۔ کہ خلاف قسم لگ سکتی ہے؟ جو کسی انسان کو جان کے خطرے میں ڈالنے والے کونسی دفعہ تعزیرات ہند مرزا صاحب پر عاید ہو سکتی ہے؟ آپ کیوں خاموش بیٹھے انتظار کر رہے ہیں۔ کیا پہلے مرزایوں کی کارستانیاں نہیں۔ کہ زہریلے سانپ پادری عبداللہ صاحب کے مکان میں مسٹر عبداللہ آتھم کے موکے میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور وہ جھٹک دیئے جاتے ہیں +

مرزائیو کو حضرت دانیال کا ماجرا یاد نہیں جنسے شیروں کے منہہ بند کر دیئے تھے مرزائی کس کھیت کی مولی ہیں: ہم اب گورنمنٹ سے ملتمس ہیں۔ کہ آتھم کی میعاد گذرنے پر مرزا جی کو کوئی اور ڈھکوسلا سوجھے گا۔ منطق ہاتھ میں ہے اور معزز ہماری گورنمنٹ ضرور مرزا سے حفظ امن کے مچلکہ پہلے ہی لے لے۔ ورنہ کوئی دوسری چال نہ چلے۔ اور اگر کوئی واقعی الہام کا دعویٰ ہے۔ تو ہمارے ضروری نوٹس کو جو ۱۶ اور ۳۰ جون ۱۸۹۳ء ۲۲ جون ۱۸۹۳ء اخبار الاسلام خالصہ گزٹ سیالکوٹ میں ہے ضروری ملاحظہ فرماویں تاکہ ہر ایک طرح کے شرائط معلوم ہو جائیں۔ فقط خداوند کا غلام مرزائیوں کو نورافشاں کے

واقعات و مسائل

جرمنی میں اُن لوگوں کے لئے سنگین سزا کے دئے جانیکا دستور ہے جو خوردنی اشیا میں آمیزش کے مجرم ثابت ہوتے ہیں ہندوستان میں دودھ اور گھی وغیرہ کی آمیزش کے لئے عبرت بخش سزا کا نام بھی نہیں جانتے لیکن جرمنی میں ایسے لوگوں کی عام سزا جیلخانہ ہے۔ اِن لوگوں کا جرم بہ نسبت اُن کے جو جیب کترتے ہیں زیادہ تر سنگین سمجھا جاتا ہے اور اسکے لئے سزا بھی بغیر جرم کے سخت دیجاتی ہے +

گیا کا بودھ مندر

گیا کے بودھ مندر میں وہاں کے سنیاسی پجاری کی طرف سے جو مخالفت پیش آئی ہے اُسکی بابت غور کرنے اور آئندہ طریق کارروائی کے سوچنے کے لئے رنگون میں بودھوں اور اُنکے پجاریوں کا ایک عظیم جلسہ کیا گیا جس میں تین سو آدمی شریک تھے گیا کے مندر کے حاصل کرنے کے متعلق کیا کارروائی پسند کی گئی ہے یہ نہیں معلوم ہو + بظاہر بودھ لوگ مندر مذکور کا قبضہ حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ کوشش کا اُٹھا نہ رکھیں گے اور اس کوشش میں سیلون اور چین اور جاپان اور برما کے تمام بودھ باہم متفق ہیں۔ اِنکا بیان ہے کہ گیا کے مندر میں حضرت شاکیہ سنگھ نے وہ گیان حاصل کیا تھا جسکو ۲۴ صدیوں تک براعظم ایشیا کی تمام قومیں مانتی رہی تھیں سترہ صدیوں تک اِس مندر کا قبضہ ہندوستان کے بودھ بادشاہوں کے ہاتھ میں رہا تھا تا وقتیکہ عرصہ سات سو برس کا ہوتا ہے کہ مسلمان فاتحوں نے اِس مندر کو برباد کر دیا۔ ہندوستان میں بودھوں کی تباہی کا زمانہ سنہ ۱۲۰۰ سے شروع ہوا جب سے لیکر برٹش حکومت کے قایم ہونے تک یہہ عظیم مندر بالکل حالت کس مپرسی میں تھا۔ موجودہ صدی کے اوائل حصہ میں علمائے آرکیولوجی نے اِس تاریخی مندر کی تحقیقات کی طرف توجہ مبذول کی تھی۔ سنہ ۱۵۰۹ء میں بدھ گیا کے سنیاسی مٹھ کے بانی نے اِس مندر کے نواح میں جو اسوقت محض ایک کھنڈر تھا بود و باش اختیار کی۔ جس گانوں میں یہہ کھنڈر پائے گئے اُس کا نام تازہ دیہہ تھا اور اُس زمانہ کے بادشاہ محمد شاہ غازی نے سنہ ۱۷۱۱ء میں وہ گانوں بذریعہ فرمان کے سنیاسی مذکور مسمی لال گیر کو بخشدیا تھا اور پروانہ میں لکھا تھا کہ جائداد کی تمام آمدنی سنیاسی مذکور اور دیگر سادھوؤں کے مصرف میں لائی جائے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں مندر مذکور نہ ہندوؤں کی اور نہ بودھوں کی زیارت گاہ سمجھا جاتا تھا۔ سنہ ۱۸۲۲ء میں اول برمی سفارت ہندوستان میں آئی اور اُس نے بودھی پیڑ کی پوجا کی اور اُس زمانہ سے اُس مقام پر بودھ لوگ درشنوں کو آنے شروع ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۴ء میں برما کے شاہ منڈون نے ایک سفارت بھیجی اور اِس عظیم مندر کی مرمت کا کام شروع کرایا لیکن شاہ موصوف کی بےوقت وفات نے اِس کام کو ادھورا چھوڑا۔ خوش قسمتی سے سر ایشلی ایڈن صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال نے سنہ ۱۸۸۰ء میں اس تاریخی عمارت کی مرمت کے کام کو ایک لاکھ تیس ہزار کے صرف سے پورا کیا۔ وہ بڑی سرائے جو اسوقت مندر کے مغرب کی جانب واقع ہے برمی کمشنروں کی کوشش سے اسلئے تعمیر کی گئی تھی کہ جن برمی پجاریوں کو شاہ برما مستقل قیام کے لئے روانہ کریں وہ اس سرائے میں رہیں مہنت ایک ہندو شیوی ہے۔ وہ پوجا میں کسی طرح بودھوں کا شریک نہیں ہو سکتا لہذا وہ مندر برابر بودھوں کا مانا گیا ہے جب سے مہابودھی سوسائٹی قایم ہوئی ہے تمام ممالک کے بودھوں کا خیال اِس مندر کی طرف رجوع ہوا ہے اور یہہ دیکھکر مہنت اب اِس مندر کو ہندوؤں کی پرستشگاہ میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اِس مطلب کے حاصل کرنے میں اپنی دولت اور رعب کو صرف کر رہا ہے لیکن مہابودھی سوسائٹی کا اخبار لکھتا ہے کہ وہ اِس کوشش میں کامیاب نہوگا۔ بقول اسکے بودھ لوگوں کو برٹش گورنمنٹ کے انصاف پر پورا اعتبار ہے جو امید کرتے ہیں کہ سر چارلس الیٹ صاحب لفٹنٹ گورنر بنگالہ مہنت کو مجبور کریں گے کہ جو بودھ مندر مذکور میں پرستش کریں اُن کی پوجا میں دست اندازی کرنے سے باز آئے +

امیر صاحب کابل کا سفر ولایت

گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے جو پیغام دعوت امیر صاحب کو ارسال کیا گیا ہے اُس کا جواب کم سے کم تین ہفتوں میں آسکتا ہے۔ ۲۲ تاریخ کو تو مسٹر پائن صاحب کابل میں پہنچیں گے اسکے بعد ولایت کا پیغام اور حضور ویسرائے کا خط پیش کیا جاویگا یہہ پیغام بر سر دربار پڑھا جاویگا اور تمام امراء سے اسکی بابت مشورہ لیا جاویگا اور ازاں بعد جو رائے قرار پائیگی اُسکے مطابق جواب ارسال ہوگا حضور قیصر ہند نے لکھا ہے کہ آپ لنڈن میں تشریف لائیں اور اشتیاق ملاقات کو پورا کریں اور حضور ویسرائے نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر آپ تشریف لیجاوینگے تو اہل انگلستان صدق دل سے آپ کی تواضع و تکریم کرینگے پہلے یہہ ارادہ تھا کہ ایک مختصر سفارت کی معرفت پیغام دعوت امیر صاحب کو بھیجا جاوے لیکن امیر صاحب نے یہہ سنکر لکھا کہ خاص سفارت کو بھیجنا فضول ہے اور پیغام مذکور مسٹر پائن کی معرفت ارسال کیا جائے۔ اخبار پایونیر کی تحریر سے ایسا پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب اِس پیغام کو مشکل سے قبول کرینگے ہرچند ملک پر اُنکا قبضہ مضبوط ہے لیکن روس سرحد پر جما بیٹھا ہے وہ امیر صاحب کی غیر حاضری کے موقع سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہیگا۔ علاوہ بریں اسحاق خاں روسیوں کا ایسا ہی معزز مہمان ہے جیسے کہ پہلے زمانہ میں امیر کابل تھے اور وہ افغان ترکستان میں عظیم تعداد دوستوں اور ہمدردوں کی رکھتا ہے۔ اسحاق خاں بارسا مزاج شخص ہے اِس باعث تمام افغانستان میں اسکو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ امیر کی غیر حاضری کے موقع کو خالی نجانے دیگا اور یقین ہے کہ قسمت آزمائی کریگا قبل روانگی کے امیر صاحب ضرور یہہ خواہش کرینگے کہ اُنکی غیر حاضری میں ہم اُنکی سلطنت کی حفاظت کے ذمہ وار ہوں اور اِس ذمہ واری کا قبول کرنا جیسا آسان معلوم ہوگا ویسا ہزار درجہ مشکل ہوگا +

جامع مسجد دہلی

ناظرین یہہ سن کر بہت افسوس کریں گے کہ دہلی کی مشہور و معروف جامع مسجد جس کو شہنشاہ شاہجہاں نے ۱۶۵۶ء میں تعمیر کروایا تھا۔ ۱۶۔ ماہ حال کو صاعقہ برق سے تباہ ہو گئی ہے۔ جنوبی مینارہ کا گنبد جو ۱۳۰ فٹ بلند ہے سب سے پہلے اس کی نذر ہوا۔ اور پھر اس کی سیڑھیاں ۴۴ سے ۶۰ تک منہدم ہوئیں۔ اور پھر چوتھا اور پانچواں کوٹ جو عمارت کے محاذ میں ہے گر گیا۔ اور اس کے بعد بجلی مسجد کے وسط میں تختہ تالاب میں گر کر سرد ہوئی۔ مسلمان بھائیوں کو اس سے قدرتی طور پر رنج ہو رہا ہے۔ مگر خوش قسمتی سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا۔ اگر یہہ واقعہ روز روشن میں ہوتا تو بہت جانوں کو صدمہ پہنچتا۔ مینار قطب پر پہلے ۱۳۶۸ء میں اور پھر ۱۸۰۳ء میں بجلی گری تھی مگر جامع مسجد ابتک اس حادثہ سے محفوظ تھی سرسری نظر سے تخمینہ کیا گیا ہے کہ مسجد کی مرمت پر ۲ ہزار روپیہ سے کم صرف نہیں ہوگا ہم امید کرتے ہیں کہ اہل دول اصحاب بہت جلد اس کی مرمت کی طرف متوجہ ہو کر اپنی ہمت اور اولوالعزمی دکھائیں گے + (آفتاب پنجاب)

عجب اشتہار

کچھ دن گذرے ہیں کہ ایک بوڑھے دیسی پینشنر نے توی سے دہلی کو ایک پارسل ٹاٹ میں مضبوط باندھکر روانہ کیا۔ راستہ میں چوروں نے اسکو کھولکر اس میں سے اسباب نکال لیا۔ جس کا کوئی پتہ نہیں ملا۔ اس لئے پنشنر مذکور نے لاچار ہو کر چوروں سے بذریعہ اشتہار درخواست کی ہے کہ براہ عنایت پنشن کے کاغذات اور سارٹیفکٹ بذریعہ پارسل ڈاک مرحمت فرمائیں اور وہ اُن کو اس عنایت کے بدل میں اپنا دوسرا مال چوری کرنے کا موقعہ دے گا۔ ہم بھی چوروں سے منت کرتے ہیں کہ اس بڑھی عمر میں پنشنر مذکور کا دل نہ دکھائیں۔ اور کسی نہ کسی طرح اس کے کاغذات واپس کرنے سے اس کا شکریہ حاصل کریں۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ یہہ پنشنر صاحب کون ہیں۔ اور ہمارے انگریزی ہمعصر نے یہہ اشتہار کسی دیسی اخبار میں ملاحظہ کیا ہے +

تبادلہ شادی

انگریزی ہمعصر کے نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ پنڈدادنخان سے قصبہ بھیرہ میں ایک برات نہایت دھوم دھام سے آئی جس پر لڑکے والوں کا بہت روپیہ صرف ہوا اور جب لڑکی والوں کے گھر پہنچے اُنہوں نے شادی کرنے سے صاف انکار کیا اور علانیہ کہہ دیا کہ چونکہ یہہ کارروائی تبادلہ پر مشروط ہے اس لئے جب تک ہمارے لڑکے یعنے لڑکی کی بھائی کی شادی نہ ہولے ہم ہرگز اپنی لڑکی نہیں دیں گے۔ اس پر تمام رات جانبین میں تکرار ہوتی رہی مگر کچھ فیصلہ نہوا۔ آخر براتی جن میں معزز لوگ بھی شامل تھے مارے شرم کے اپنا سا منہہ لے کر بے نیل مرام واپس آئے۔ کلجگ کی یہہ باتیں سخت حیرت دلاتی ہیں جن کا اہل برادریوں کو ملکر بخوبی تدارک کرنا لازم ہے۔ ورنہ یہہ بُری نظیریں ترقی پا کر سوشیل لائف میں بھاری فتور برپا کریں گی +

قصبہ کلانور ضلع گورداسپور

موضع علی وال نام ایک گانوں علاقہ تھانہ فتحگڈھ ضلع گورداسپور میں جو ایک دردناک واردات قتل عمد کی وقوع میں آئی۔ اُس کی مفصل کیفیت ایک معتبر ذریعہ سے ہمیں اس طور پر معلوم ہوئی ہے کہ ۳ جولائی ۱۸۹۵ء کی رات کو چوروں کے ایک بھاری گروہ نے ایک کھتری کے ہاں نقب لگائی اور مال مفت دل بیرحم کے مصداق بنکر جو کچھ ہاتھ آیا لے کر رفوچکر ہوئے۔ مگر اثنار راہ میں دو شخصوں نے اُن کو مشتبہ تصور کر کے اُن پر حملہ کیا مگر بے سامانی سے کچھ نہ کر سکے۔ تاہم جہاں تک ہو سکا بہت دلیری سے ہاتھہ پائی کرتے رہے۔ آخر جب چوروں نے دیکھا کہ یہہ پیچھا نہیں چھوڑتے تو چھرے سے اونہیں ایسا زخمی کیا کہ اُن میں سے ایک تو معاً وہیں ملک الموت کا شکار بنا۔ دوسرے کی حالت اگرچہ نیم بسمل ہے اور شفاخانہ فتحگڈھ میں زیر علاج بھی ہے تاہم اس کی زیست کی کوئی اُمید نہیں مگر چور اس کش مکش میں باقی دیہات والوں کے قابو میں آگئے اُمید کہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ مجرمان مذکور میں ایک ہندو جاٹ مسمی بوٹا سنگہ ساکن پنج گرائوں علاقہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر دوسرا بھنگی مسمی بوہلو سکنہ بگھڑوال تحصیل ضلع مذکور ہیں۔ اُمید ہے کہ باقی مجرمان کا پولیس خود ہی پتہ نکال لے گی۔ کچھ مال مسروقہ بھی ملگیا ہے دیکھئے باقی پولیس کی کوشش سے برآمد ہوتا ہے یا نہیں +

گورنمنٹ توجہہ فرمائے

اس میں اب کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ ہندوستان کے ادبار اس کی غربت کا بھاری موجب شادی و غمی کے اخراجات ہیں بہت فرقوں نے اس نقصان کو محسوس کیا ہے۔ اور وہ اس برے خیال کے دور کرنے کے درپے ہیں مگر جاہل لوگ دیہاتی گنوار اس کے الٹ کارروائی کرتے ہیں۔ گھر بار زمین بیچ کر لڑکے کی شادی رچائی جاتی ہے۔ آلات کاشتکاری فروخت کر کے لڑکی یا ہمشیرہ کے بچوں کی شادیوں میں حصہ لیا جاتا ہے مویشی بیچ کر باپ دادا کا دھوم دھام سے جنازہ نکالا جاتا ہے اگر کوئی روکے تو جواب ملتا ہے کہ ناک کٹتی ہے۔ ٹھیک اپنا ذریعہ معاش سکونتی مکان فروخت کرنے میں ناک نہیں کٹتی ایک گھڑی کی واہ واہ میں ناک ثابت رہتی ہے گنوار دیہاتی اس جہالت سے فقیر ہوتے جاتے ہیں۔ ان کے سدھرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے امید نہیں ہے کہ اُن کو خود بخود عقل آوے +

ہاں سرکاری حکم کو یہہ لوگ حکم الٰہی سمجھتے ہیں گورنمنٹ کی ذرا سی توجہہ سے سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اور کچھ ہینگ پھٹکڑی بھی نہیں لگتی شادی و غمی کے اخراجات کے قواعد

بذریعہ تحصیلداروں نمبرداروں پٹواریوں کی معرفت مشتہر کرائے جاسکتے ہیں اور مفت میں ہی اُس کی تعمیل ہو سکتی ہی +

علم کا آخری فیصلہ

لوکل گورنمنٹ کی لیجسلیٹو کونسل کے پچھلے اجلاس منعقدہ ۷ ماہ رواں میں آنریبل مسٹر ڈبلیو سی بنرجی نے یہہ سوال کیا آیا گورنمنٹ اپنے فیصلہ مرقومہ چٹھی نمبر ۲۶۸ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۹۶ء بنام کمشنر پٹنہ ڈویزن پر جس میں کہا گیا کہ شیعوں کو محرم اور چہلم میں علم کے ساتھ تبرّ و مشک نکالنے کی ممانعت کی تھی نظر ثانی کریگی یا نہیں۔ بجواب اسکے آنریبل مسٹر کاٹن نے کہا کہ گیا میں شیعوں کی تعداد صرف ڈیڑھ دو سو ہی حالانکہ سنیوں کی تعداد ۱۰ ہزار ہی سنی مشک و تبر کی تشہیر سے مخالفت رکھتے ہیں اُنکی مخالفت کی وجہہ پر غور کرنا بیکار ہی۔ یہہ ثابت ہی کہ اُن کو مخالفت ہی چنانچہ ۱۸۹۲ء میں جب علم ان علامات کے ساتھ نکالا گیا تھا تو ایک سخت ہنگامہ وہاں برپا ہو گیا تھا جس کو پولس کی ایک بڑی جماعت نے دبایا۔ اُس وقت سے حکام نے اِن چیزوں کے نکالنے کی ممانعت کردی۔ پچھلے دو یا تین برس شیعوں میں اِس ممانعت کی مخالفت کا مادہ جوش کے ساتھ بھڑکا ہوا ہی۔ کل باتوں کی اطلاع لوکل افسروں نے دی ہی۔ اور گورنمنٹ نے اُس پر کامل غور کیا ہی۔ آخری احکام لفٹنٹ گورنر نے میرے خط نمبر ۲۶۸ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۹۶ء میں کمشنر پٹنہ کو بھیجے۔ جس میں یہہ لکھا ہوا تھا کہ گیا خواہ دوسری جگہہ میں رسوم مقررہ میں کوئی تبدیل عمل میں نہیں آسکتی ہی لفٹنٹ گورنر پر یہہ امر ثابت ہی کہ نو احداث فعلوں کے روکنے کے اصول کو برقرار رہنا چاہئے۔ علاوہ بریں اگر ان نشانوں کے نکالنے کی اجازت دی بھی جائے تو ”جس کا خود آنریبل ممبر اپنے سوال میں اقرار کرتے ہیں“ اُس کے ساتھ ایک مخصوص گارڈ (فوج محفوظ) مقرر کیا جانا پڑیگا۔ لفٹنٹ گورنر اُس کی اجازت نہیں دیسکتے اور گورنمنٹ اس اصول پر ثابت قدم ہی جو میرے خط میں بیان کیا گیا ہی کہ کوئی جماعت اس کا استحقاق نہیں رکھتی ہی کہ پبلک میں اپنے ایسے مذہبی رسوم انجام دے جنکی دستور جاریہ اجازت نہ دے جو دوسری جماعت کو صدمہ پہنچائیں اور جو پولس کی ایک قوی جماعت کی حفاظت کے بغیر ایک ہنگامہ کا باعث ہو سکیں۔ اِن وجوہ سے لفٹنٹ گورنر اپنے اُس حکمنامہ پر جس کے ذریعہ گیا میں ان نشانات کے پبلک جلوس کے ساتھ نکالے جانیکی ممانعت کی ہی نظر ثانی کرنا نہیں چاہتے +

اِس جواب کا مطلب صرف اسی قدر ہی کہ مشک و تیر کے علم کے ساتھ نکالے جانیکی گورنمنٹ کسی طرح شیعوں کو اجازت نہیں دیسکتی اگرچہ بظاہر سنیوں کی مذہبی فیلنگ کو بقول جماعت امامیہ کسی قسم کا صدمہ پہنچنے والا نہ معلوم ہوتا ہو۔ اور گو اُن کے خیال میں اُن کے مذہبی رسوم رد کے جاتے ہوں +

ہمعصر زمانہ کی خوش نصیبی

اُردو اخبارات کے لئے یہہ خبر بہت خوش آئند ہی کہ کانپور کے ہمعصر ”زمانہ“ کو حضور قیصرۂ ہند کی حضوری کا فخر حاصل ہوا ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ ہز میجسٹی کے منشی حافظ عبد الکریم صاحب نے صلاح دی ہوگی کہ ایک اُردو اخبار حضور کے مطالعہ سے گذرے تو زباندانی میں ترقی ہوگی۔ ہم ”زمانہ“ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہہ صلاح بھی دیتے ہیں کہ وہ ایسے ایسے مفید ملک مضامین شایع کیا کریں کہ جو اَور کسی طرح سے حضور ممدوحہ کے کان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ورنہ اب اگر کبھی ملکہ معظمہ اردو اخبار خوانی کا شوق کرتی ہوں گی تو دیکھتی ہونگی کہ اہل ہندوستان کسی اصلاح کے طلبگار نہیں کیونکہ اخبار میں اس قسم کے مضامین کم ہوتے ہیں۔ اور ہر چند کہ کاغذ اور چھپائی دلپسند ہی مگر ”اخبارات“ یعنی مقدار مضامین بہت کم ہی جو ایک اتنے بڑے اخبار میں ہونی چاہئے۔ معزز ہمعصر اپنے پہلے صفحے پر کئی ماہ سے یہی خوشخبری جلی حروف میں چھاپ رہے ہیں جو عجب نہیں کہ اتنے تکرار سے حضور انور کو ناگوار گذرے۔ حضور ملکہ معظمہ کی اخبار خوانی کے متعلق اِس قدر ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ آپ کی خدمت میں کوئی اخبار سالم نہیں پیش کیا جاتا۔ بلکہ ایک چھوٹا سا محکمہ ہی جہاں بعض اخبارات کا مطالعہ کیا جاتا ہی۔ اور اُن سے مناسب پرچے مضامین کے کاٹ کر ایک لاجوردی رنگ کے ریشمی کپڑے پر لگائے جاتے ہیں۔ اور اُس کپڑے کے گرد طلائی گوٹ ٹانگ کر آپ کے پیش کیا جاتا ہی۔ ولایت میں عورتوں کا ایک مشہور اخبار بنام ”کوئن“ (ملکہ) نکلتا ہی اور وہ بھی ریشمی کپڑے پر چھپ کر آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہی +

سرکاری خزانہ میں چوری

چھاؤنی لورالائی سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۰ جولائی کی رات کو اول بلوچ بٹالین کے گارڈ نے خزانہ نکال لیا۔ صبح کے وقت خزانے کا آفیسر کچھہ روپیہ لینے آیا۔ قفل کھولا تو بالکل صفائی نظر آئی فوراً بریگیڈ میجر صاحب کو اطلاع دی پولیس کو طلب کیا اور اگلی اور پچھلی دو نو گارڈیں زیر حراست کی گئیں۔ دوسرے روز صدر بازار کے ایک بزاز نے انگریز آفیسر صاحب سے رپورٹ کی کہ ۴۰۰ روپیہ کل ایک پٹھان میرے پاس جمع کرا گیا ہی جو اسی گارڈ میں تھا۔ ایک بگلر لڑکے کو دھمکایا گیا اس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ حوالدار نے خزانے کا صندوق سنگین سے پچھلے پیچ کھول کر روپیہ نکالا ہی اور بیس ہزار روپیہ قلعہ سے دور کوڑی میں دفن کیا ہی اس جگہہ سے صرف ۹۶۵ روپیہ اور ۵۳ تمغہ جات نقرئی برآمد ہوئے۔ تفتیش مزید ہو رہی ہی۔ کل ۱۲۰۰۰ روپیہ اور ۵۸ تمغے نقرئی گم ہوئے ہیں۔ جنرل کورٹ مارشل ہوا اور اس کی رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو بھیجی گئی ہی۔ نتیجہ سے بعد میں اطلاع دی جائے گی +

فروخت گائے کا فساد

انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ فتحپور میں ایک عجیب سازش کا پتہ لگا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ کہ غیر معمولی قسم کے خطوط ناگری حروف میں لکھے ہوئے تمام ضلع میں تقسیم ہو رہے تھے۔ ان خطوط پر کسی کا دستخط نہ تھا۔ اور اُن میں لکھا تھا۔ کہ سری جگناتھ جی مہاراج خیال کرتے ہیں۔ کہ ملک میں بہت سے ایسے کام ہو رہے ہیں۔ جو دہرم کے خلاف۔ اور پاپ کے پھیلانے والے ہیں۔ اس لئے وہ ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ اگر یہی بھرشٹاچار جاری رہا۔ تو وہ اس ملک کو چھوڑ کر سیلون میں بود و باش اختیار کریں گے۔ سری جگناتھ جی کے خوش کرنے کا صرف ایک طریقہ ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ کوئی شخص آیندہ سے مسلمانوں کے پاس گائے فروخت نہ کرے۔ اور یہہ بھی لکھا تھا۔ کہ یہہ خط جس کسی کی نظر سے گذرے اُس کا فرض ہوگا۔ کہ اسکی کم سے کم پانچ نقلیں لکھکر لوگوں میں بانٹ دے۔ اور اگر وہ ایسا نکریگا۔ تو اُسکو ایک ہزار گائے کی ہتیا کا پاپ ہوگا ؛؛ صاحب کلکٹر فتحپور نے ۴ اپریل کو پٹواریوں اور چوکیداروں کے نام اس مضمون کا اشتہار جاری کیا تھا کہ اگر ان کے حلقے میں کوئی مذہبی مجمع ہو۔ یا کوئی نیا سادھو آئے۔ تو اُس کی رپورٹ کریں۔ اور اسی کے مضمون کی تائید میں ایک اور حکم ۱۷ مئی کو نافذ کیا گیا تھا۔ ۲۶ مئی کا ذکر ہے۔ کہ مخدوم پور کے پٹواری بھگوان دیال نے غازیپور کے تحصیلدار صاحب کو خبر دی۔ کہ میں نے ایک چٹھی دیکھی ہے جسکا مضمون مندرجہ بالا تھا۔ چنانچہ اس چٹھی کو پیش کر دیا۔ ۲۰ مئی کو تحصیلدار صاحب فتحپور میں آئے۔ جو وہاں سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس امر کی رپورٹ ضلع کے کلکٹر صاحب سے کردی۔ اسی روز مسلح پولیس کے ایک کانسٹبل مسمی سختی سنگہ نے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے آگے یہہ بیان کیا۔ کہ ۷ امئی کو جبکہ میں خزانہ تحصیل پر پہرہ دے رہا تھا۔ تو کیا دیکھا۔ کہ تحصیل کے بعض ہندو ملازم۔ اور نیز پولیس کے چند ملازم خزانہ تحصیل میں بیٹھے اس مضمون کی چٹھیاں لکھ رہے تھے۔ کانسٹبل نے یہہ بھی کہا۔ کہ اس وقت کچہری تحصیل میں کئی ایک پٹواری بھی حاضر تھے۔ اور اُن کی موجودگی میں تحریر کا کام ہو رہا تھا ؛ ۲۳- مئی کو کلکٹر صاحب نے اس معاملہ کی نسبت پوری تحقیقات کی۔ اور تحصیلدار غازی پور نے ۹ پٹواری پیش کئے۔ جنہوں نے بیانات مذکور کی تائید میں شہادت دی۔ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سفارش کی کہ ہڈکانسٹبل لچھمن لال اور کنسٹبل ہیتم سنگہ سرکاری ملازمت سے موقوف کئے جاویں۔ کیونکہ اُنہوں نے گمنام راقم کے ناگری رقعے تقسیم کئے۔ جن میں ہندؤوں کو مسلمانوں کے ہاتھ گائے کے فروخت کرنے سے باز رہنے کی التجا درج تھی جس سے وہ بخوبی جانتے تھے کہ ہندو رعایا میں جوش اور تشویش پیدا ہوگی۔ اور نیز اس لئے کہ اُنہوں نے اس امر کی رپورٹ اپنے اعلیٰ افسروں سے نکی جس سے ثابت ہوا کہ اُنہوں نے اپنے فرض کی ادائگی میں جان بوجھکر پہلو تہی کی۔ اور اپنے تئیں ملازمت پولیس کے لئے ناقابل اعتبار اور نالائق ثابت کیا ہے ؛؛ صاحب کلکٹر بہادر نے اعلیٰ افسر پولیس کی سفارش منظور کی اور تحصیل غازیپور کی تحقیقات میں قانونگو۔ اوا سسٹنٹ رجسٹرار۔ اور واصلباقی نویس اور سیاہہ نویس۔ اور خزانچی کو مجرم پاکر ان کو بھی ملازمت سے موقوف کر دیا ہے۔ ملزموں کا قول ہے کہ یہہ تمام مسلمان ملازموں نے طومار باندھا ہے۔ اور ہم اُن چٹھیوں سے قطعی لاعلم ہیں۔ نہ ہم نے اُن کو دیکھا۔ اور نہ لکھا ہے۔ اور سب مل کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں اپیل کریں گے۔ کہ جس شہادت پر زرق مار کی گئی ہے وہ بالکل غیر معتبر اور غیر مکتفی ہے۔ اور اسپر اعتبار نہ کرنا چاہئے ؛ (عام)

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن سے خبر آئی ہے کہ حضور قیصر ہند نے ڈاکٹر جان ولیمز کو نائٹ کا اعزاز عطا کیا۔ یہہ خطاب اُس خدمت کے صلہ میں ملا ہے جو ڈچز آف یارک کے جننے کے وقت کی گئی ؛

کینٹربری کے لارڈ پادری نے ۱۲ جولائی کو ڈیوک آف یارک کے فرزند ارجمند کو بپتسما دیا۔ حضور قیصر ہند۔ پرنس آف ویلز۔ ڈیوک آف کیمبرج اور دیگر شہزادے موجود تھے ؛

حضور قیصر ہند کے سوا انگلستان کے شاہی خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں گذرا جس نے اپنا پڑپوتا دیکھا ہو۔ حضور قیصر ہند ولیعہد روس کو ساتھ لے کر اُس نوزائیدہ بچہ کو دیکھنے گئیں ؛

لنڈن کے ایک ہوٹل میں برقی روشنی کی کمپنی کی طرف سے عظیم تعداد مہمانوں کو ایک پر تکلف دعوت دی گئی جس میں تمام کھانے برقی طاقت سے پکے ہوئے دئے گئے ؛

روس میں ۹ ہزار آدمی پیچھے ایک ڈاکٹر ہے۔ جرمنی ۳ ہزار۔ فرانس میں ۱۸ سو اور انگلستان میں ۱۶ سو آدمی پیچھے ایک ڈاکٹر ہے۔ انگلستان ہر ایک بات میں دیگر ممالک یورپ پر فوقیت رکھتا ہے ؛

ملک روس پر ہیضہ نے پھر یورش کی ہے پچھلے ہفتہ تین سو آدمی اس کی نذر ہو گئے۔ اس سے سینٹ پیٹرسبرگ میں بڑا خوف چھا گیا ہے۔ وبا روز بروز پھیلتی جاتی ہے ؛

یورپ میں کمترین تعلیم یافتہ ممالک روس۔ رومینیا اور سرویا ہیں۔ اِن ملکوں کی اسّی فیصدی رعایا نوشت و خواند سے بالکل بے بہرہ ہیں ؛

پیرس - ٹولن میں انارکسٹ مفسدوں کی ایک ایسی سازش کا پتہ لگا ہے - جو توپخانہ اور ایک جنگی جہاز کو تباہ کرنے کے لئے کی گئی - تین مفسد گرفتار کئے گئے ہیں +

جرمنی میں ناقص اشیائے خوردنی کے فروخت کرنے کا جرم چوری کرنے سے بھی بدتر خیال کیا جاتا ہے جس کے لئے فروخت کنندہ کو جرمانہ ہی نہیں - بلکہ سزائے قید بھی دی جاتی ہے +

امیر کابل کی نسبت بعض اہل الرائے تجویز پیش کرتے ہیں کہ دربار پشاور میں اُن کو گورنمنٹ عالیہ بادشاہ کا خطاب عطا کرے - اور بعد اس کے نظام حیدرآباد کو بھی بادشاہ کا خطاب بخشے +

امیر کابل نے حکم دیا ہے کہ اُن کی قلمرو سے کوئی تاجر ہند کو افیون نہ لے جائے - تمام افیون وہ خود بحساب ۴۰ روپیہ سیر خریدیں گے اور ۷۰ روپیہ سیر فروخت کریں گے +

ایران میں آج کل پارسیوں پر سخت مظالم ہوتے ہیں - جن کے انسداد کے لئے بمبئی میں ایک فنڈ قائم ہوا - مظالم شاہی کے باعث وہاں پارسیوں کی تعداد قریب قریب معدوم ہو چلی ہے +

اخبار کوئین نے جو پرزور آرٹیکل انگلستان کی لڑکیوں کے ہندوستانی جوانوں سے شادی کرنے کے خلاف شایع کئے تھے اُن کا یہہ اثر ہوا کہ کئی شادیوں کی قراردادیں ٹوٹ گئی ہیں +

حضور نظام حیدرآباد تقریب محرم پر تماشہ دیکھنے کے لئے نہ خود نکلے اور محلات کو اجازت دی - بقول جریدہ روزگار اگر اعلیٰ حضرت نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے تو محرم کی مہملات میں بہت تخفیف ہو جائے گی +

جریدہ روزگار نواب مہدی حسن کی ہوتوفی کو میم صاحبہ کے ساتھ شادی کا نتیجہ بتلاتا اور لکھتا ہے کہ ہندوستانیوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ ہرگز یورپین لیڈیوں کے ساتھ شادی نہ کریں +

پونا میں بوہروں کا تعزیہ ہندو محلہ میں گذرتے ہوئے اندیشہ فساد تھا مگر سرکاری انتظام سے امن رہا - عشرہ محرم کے دن رونق بہت کم تھی - اہل ہنود کی دوکانیں بند تھیں - تعزیہ بھی تھوڑے نکلے +

جودھ پور کے رائے بہادر منشی ہردیال سنگھ صاحب مصاحب اعلیٰ راج جو رخصت پر اپنے وطن مالوفہ میں گئے تھے اختتام رخصت پر گھوڑے پر سے اتفاقاً گر گئے اور ۱۳ جولائی کو تیسرے روز مر گئے +

پولیس نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ گوالیار میں قحط کے آثار پائے جاتے ہیں - اضلاع میں ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کا زور ہے - پولیس کا انتظام معقول نہ ہوگا تو بہت سے گھر غارتگروں کے ہاتھ سے تباہ ہو جائیں گے +

اجمیر میں دو ہندوستانی عیسائی آشناسگر میں دلدل میں پھنس کر مر گئے - یہہ دونوں شکار کو گئے تھے - ایک زخمی بطخ کو پانی سے نکال لانے کے لئے گئے اور یکے بعد دیگرے دلدل میں پھنس گئے +

بقول ورنیکلر ایڈور ٹائزر جیپور کے وزیراعظم بابو کانتی چندر کے پوتے ہری چرن بنرجی کے ایک بابو نے بھالیاں ماریں اور اسقدر زخمی کیا کہ اُمید زندگی نہیں ہے - مجرم گرفتار کیا گیا ہے +

بقول طوطی ہند ٹونک کی ریاست آج کل اس قابل ہے کہ اُس پر گورنمنٹ توجہ کرے - وہ نواب صاحب اور مدارالمہام کو تنبیہہ کرتا ہے کہ راہ راست پر آجائیں - ورنہ بمجبوری گورنمنٹ کو متوجہ کرائیں گے +

اجمیر سے نصیرآباد کو جانے والی ڈاک گاڑی سے ایک دس سالہ لڑکا درمیان میں گر گیا - نصیرآباد پہنچ کر انجن اُس کے تلاش کو لوٹا مگر کہیں پتہ نہ ملا - دس بجے کے بعد وہ لڑکا پیدل چل کر نصیرآباد کے سٹیشن پر خود بخود پہنچ گیا بالکل صحیح سالم رہا +

دہلی کے بلند تعزئے تار کے پیچھے سے ٹکڑے کر کے نکالے گئے - بدمعاشوں نے اس وقت پولیس پر پتھر پھینکے - چنانچہ مسٹر مائنڈ اور مسٹر سلیئر افسران کو بھی چوٹ لگی +

فتح پور میں کئی سرکاری ملازم موقوف کئے گئے کیونکہ وہ مفسدانہ اشتہارات تقسیم کرتے تھے جن میں لکھا تھا کہ کوئی ہندو مسلمانوں کے پاس گائے نہ بیچے عجیب مقدمہ ہے +

بریلی کے اہل ہنود نے جو عرضداشت گاؤکشی کے متعلق بھیجی تھی اُس پر تحقیقات کا حکم کمشنر قسمت روہیلکھنڈ کے نام ہوا ہے - اہل ہنود کی طرف سے پنڈت بشن نرائن در بیرسٹر پیروکار ہوں گے +

میرٹھ کے سشن جج صاحب نے ایک شخص کو جو لوگوں کی جوتیاں چرانے کا عادی تھا دس سال قید سخت کی عبرت انگیز سزا دی - یقین ہے کہ اس سزا سے جوتی چوروں کو عبرت ہوگی +

ضلع لاہور کے موضع جلو میں ایک درخت دیکھا گیا جس پر ایک بارہ سالہ ہندو لڑکے کی لاش لٹکتی تھی - کسی سنگدل شخص نے زیور کے لالچ سے اس کو پھانسی دیکر مار ڈالا اور درخت پر لٹکا ہوا چھوڑ دیا +

سیالکوٹ میں ایک پلیڈر پر اُس کے منشی نے پانسو روپے کی ڈگری حاصل کی - چونکہ پلیڈر مذکور ادا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا لہٰذا منشی نے اُس کے قید کئے جانے کی درخواست کی ہے +

پنڈدادنخان میں ایک مسلمان نے اپنی جورو کی بیوفائی کے باعث سوختہ دل ہو کر اُس کی ناک دانتوں سے کاٹ لی اور چبا کر نگل گیا - عدالت سے مجرم کو ڈیڑھ

شعر و سخن

مخمس طبعزاد سفیر برغزل خود

مریضِ الم میں ستائے ہوئے ہیں
ہزاروں ہی صدمے اُٹھائے ہوئے ہیں
دل اپنا ہر اک سے چھڑائے ہوئے ہیں
سبھوں سے جواب اب تو پائے ہوئے ہیں
ترے در پہ آخر کو آئے ہوئے ہیں

بتاتے ہیں بے سود باتیں سماجی
حکیموں نے دکھلائی کاہل مزاجی
نہ کی کوئی تجویز نیک امتزاجی
سبھوں نے دیا فتوئے لاعلاجی
طبیبانِ دہر آزمائے ہوئے ہیں

بہت امتحانوں نے گو مجھکو گھیرا
اطاعت سے تیری مگر منہہ نہ پھیرا
توکل ہمیشہ تجھی پر ہے میرا
سُنا جب سے فیضِ مسیحائی تیرا
شکایت ترے پاس لائے ہوئے ہیں

جگا خوابِ غفلت سے دو خفتگاں کو
دکھا دو مسیحائی اہلِ جہاں کو
جلا قُم باذنی سے دو مُردگاں کو
کرو تازہ دم اپنے اِس نیم جاں کو
کہ تم نے تو مُردے جلائے ہوئے ہیں

سہے رنج و غم تیری راہِ رضا میں
ملا کوئی مونس نہ وقتِ عنا میں
کسی کا نہیں کوئی دارِ فنا میں
ہوئے یار اغیار تیری ولا میں
جو اپنے تھے وہ بھی پرائے ہوئے ہیں

جو شیر و شکر ہوکے رہتے تھے باہم
کنارے ہوئے سب وہ ہمراز و محرم
شکایت کریں کس کی کس کا کریں غم
نہ خویش و اقارب نہ مونس نہ ہمدم
ترے پیچھے سب کو بھلائے ہوئے ہیں

ہر کوئی تو جس پر ہیں ہم دل سے قربان
کہ دیدار کو جس کے افشاں و خیزاں
بہت رنج و غم سہکے پہنچے ہیں ہم یاں
نہ روکو ہمیں دخلِ جنت سے درباں
کہ ہم بھی کسی کے بلائے ہوئے ہیں

ہو ملحد کسی نے مٹایا خدا کو
کہیں سیم و زر سے بنایا خدا کو
ہمہ اوست اک نے بتایا خدا کو
جنہوں نے مسیحا میں پایا خدا کو
وہ اپنی خودی کو مٹائے ہوئے ہیں

جہاں حکم بردار عیسیٰ کا ہوگا
ہر اک لب پہ کلمہ مسیحا کا ہوگا
یہہ گلہ فقط ایک گڈریا کا ہوگا
علم سرنگوں فوجِ اعدا کا ہوگا
صلیبِ مسیحا اُٹھائے ہوئے ہیں

چلے شام تک پا پیادہ سحر سے
کوئی شئے بھی دلکش نہ گذری نظر سے
گذارہ بہ مشکل ہوا اجر و بر سے
سفیر اب نہ بیدل ہو طولِ سفر سے
کہ منزل سے نزدیک آئے ہوئے ہیں

(لودیانہ۔ تعداد پیدائش ۹۴ تعداد موت ۵۰)

پادری ای۔ ایم۔ ویلی صاحب مینجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ ویلی کے اہتمام سے چھپا